

## سورة الحج

سورة الحج فی کشیده شملک و حشردن آیه ۱۷ و فی هزار کویل  
سورة جن سکریں نازل ہوئے اسکی اشاریں آیین ہیں اور دو رکوع

### بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع الشعر کے نام سے جو بعد میں نہایت رحم و رحیم  
قل او حی ای آللہ استمع نصر من الحج فقا لوا آنا سمعنا اقرانا بعجا

و قلم بخ کلم آیا کی میں علیک کیتے توں جوں کے پر کچھ تھے ہم لے لے اسے ایک قرآن عجیب  
یهدیٰ رالی الرسلی فاما نایہ و کن نشریک برتنا احمد ۱۷ و آللہ تعالیٰ جلد

کر جائی ہے بیک راه سوہم اس پر بین ۱۸ اور برگزندہ شریک تھا جس کی وجہ سے رکھی کو اور یہ بیک شانہ ہے  
رَتَّابَمَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا ۱۸ وَاتَّهُ کان یقُولُ سَعِيْهِنَا عَلَى اللَّهِ

رب کی نیں و کمی اس نے بیورہ نہ بیٹا اور کمیں کا یہ تو قوت اللہ بدھا کار  
شَطَطاً ۱۹ وَآتا ظننا آن لئے تقول الان و الحج علی اللہ کین گا ۱۹ وَاتَّهُ

باقی کی راستا اور کر کم کو خال عما کر ہرگز نہ بولیں کے کوئی اور روح اللہ پر بخوبت  
کان رِجَالٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعْوِذُونَ بِرِحْمَةِ رَبِّ الْحَجَّ فزاد و هم رهقا ۲۰

تھے کتنے رو آدمیوں میں کے پناہ پڑتے تھے کتنے مردوں کی جنون میں کے پھر تو وہ اور زیادہ سر جسمتے گے  
وَأَنَّهُمْ وَظَاهِرًا مَا ظَنَّنَهُمْ آن لئے بیعت اللہ احمد ۲۱ وَآتا لہستنا السمااء

اور یہ کہ ان کو بھی خال عما کر ہرگز نہ اٹھا کے ما شکر کی کمی کو  
وَجَدَهَا مَلِكَتْ حَرَسًا شَرِيدًا وَشَهِيدًا وَآتا کتنا نفع میکھا مقاعد

پھر یا اس کو بھر پہ میں اسیں پوکیدہ اور اخبارے اور اخبار کے تھے  
ثواب کاون میں

لِلْسَمْعِ، فَمَنْ يَسْتَوْعِدُ الْأَنْجَانَ يَجِدُ لَهُ شَهَا بِأَرْصَدًا ۲۲ وَآتا لاؤد ری اشر

شنس کو اسے پھر جو کوئی اپسنا چاہے دیا اسے اسے ایک اعجراحت میں اور نہیں جانے کر بڑا  
اُرْبَدَ يَمَنَ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَهُمْ رَهْبَهُ رَسِيدًا ۲۳ وَآتا مِنَ الظِّلِّيْهِنَ وَ

زادہ غیرہ اسے زین کے رہنے والوں پر بنا جائے اس کے حکم میں اک رکوب لے رہا ہے اور کمیں میں نہیں اور

وَنَادُونَ ذِلِكَ كُجَى طَرَكَ قَدَداً ۲۴ وَآتا ظننا آن لئے تعجز اللہ فی  
کوئی اس کے سوائے ہم تھے کی راہ پر بخچھے ہے اور یہ کہار سے خیال میں آیا کہ تم چب شجاعیں گے اس سے  
الْأَرْضِ وَلَمْ تَعْجِزْهُ هَرَبَاً ۲۵ وَآتا لکھا سمعنا الْهُدَى أَمْتَكَبَهُ فَمَنْ  
ذین ہیں اور نہ تم کھا دیں گے اس کو بھاک کر اور یہ کجب تم نے کسی بیان کی بات قوم میں اسکو ان بیان پر بخوبی کوئی  
یوں من بربتہ قلہ یعنی کاف بخسا و لارهقا ۲۶ وَآتا مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَ  
یعنی لیکے اپنے رب پر سودہ نہ درجہ المعنی سے اور نہ زبردی سے اور یہ کہ تم ہمیں علم بدار ہیں اور  
وَمِنَ الْقَسِطَوْنَ فَمَنْ أَسْأَمَ فَأَوْلَيْكَ تَحْرُوا رَسِيدًا ۲۷ وَآتا القسطوں  
پھر یا ہے اضافات سوچوں کھکھ میں آجی سوچوں نے اعلیٰ رہا نہیں را کو اور جو بے اضافات ہی  
فَكَانُوا إِبْرَهَمَ حَطِباً ۲۸ وَآن لَوَاسْتَقَامُوا عَلَى لَطْرِيقِ الْسَّقِيمِ هُمْ  
وہ ہوئے دوزخ کے ایندھن اور یہ حکم آیا کہ اگر تو پیدا ہو رہے رہا ہے رہا ہے وہ ۲۸ اور  
مَأْءَأَ عَلَى قَدَّاً ۲۹ لِنَفْتَنَهُمْ فِيَهُ وَمَنْ يَعْرُضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكُهُ عَنْ أَبَابِ  
پانی بھر کر سکر ان کو جا پہنچن اسیں اور جو کوئی سمعوں سے اپنے رب کی دیتے وہ ڈالے یا اس کو پڑھتے  
صَعَدَ ۳۰ وَآن الْمَسْجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُ عَوَامَ اللَّهِ أَحَدًا ۳۱ وَآن  
شداب میں اور یہ کہ سید بن ارشد کیا ہے جو اسے سوت پکارے افسوس کے سامنے کی اور  
لَمَّا قَامَ عَبِيدُ اللَّهِ يَلِيلَ عَوَادُو ایک گوئون عَلَيْهِ لَبِدَ ۳۲ قُلْ لِمَّا  
جب کھڑا ہوا لشکر کا بندہ کہاں کو پکارے ووگوں کا بندہ سنگاہے اس پر شمشیر تو کہ میں تو  
ادْعَوَارِيٰ وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ۳۳ قُلْ إِنِّي لِلَّهِ أَكْمَلُكَ لَكُمْ ضَرَاوَ  
پکارتا ہوں میں اپنے رب کو اور شریک ہیں کہتا سکا کی کہیں اپنے اسکا بیان ہے اور  
لَرَشِدًا ۳۴ قُلْ إِنِّي لَمْ يُجِيرْنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَكَنْ أَحَدَ مِنْ  
شروع اور لہ پر ایک دوسرے کا افسوس کے باقی تھے کیوں اور یہ بیک اس کے سوائے  
دُوْرِتَهِ مُكْتَحِدًا ۳۵ لَا إِلَهَ بَلْغَا مِنَ اللَّهِ وَرَسِلِتَهُ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَ  
کہیں سر رہتے کو بگھے سمجھ بہنما ہے ارشد کی طرف سے اور اسکے سیخان اللہ اور جو کوئی حکم نہیں ارشد کا اور  
رَسُولُكَ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَلِدِينَ فِيهِمَا أَبَدًا ۳۶ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا  
اسے رسول کا دوائے لئے آکھے دوزخ کی رہا جس میں بھیش  
بہانے کہ جب دیکھیں تھے  
مَا يَوْعِدُونَ فَسَيَعْلَمُونَ مِنْ أَصْعَفَتْ نَاصِرًا وَأَقْلَعَ عَنْ دَارًا ۳۷ قُلْ  
تو کہ جو کہ ان سے وعدہ ہوا تب جان میں گئے کس کے درگار کروں اور جسکی میں متوجہ  
ان اُدریتِ اقربیت مَا يَوْعِدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَتْبَيْ أَمْدًا ۳۸ عَلَمَ الْغَيْرِ  
میں نہیں جانتا کہ زریک ہے جس پر کام سے وعدہ ہوا ہے یا کہے اسکی پر ایک دست کے بعد باشندہ دلا احمدیہ کا

بات ہے اس میں وہ اپنے مشترک ہونے کی بیان کی کہ چونکہ اکثر جن دافع شرک کرتے تھے ہم سمجھ کر خدا کی شان میں اتنے شخصوں نے جھوٹ پر اتفاق رکیا ہوگا۔ بس ہم نے بھی اسی طریقہ کو اختیار کر لیا حالانکہ نہ مطلک لوگوں کا اتفاق کوئی دلیل حکایت ہے اور نہ بر اتفاق کا اتباع غدر ہے اور یہ شرک مذکور تو مشترک تھا اور (ایک شرک خاص تھا) ایسے آدمیوں کے ساتھ جس سے جنات کا انکر اور بڑھ گیا تھا وہ یہ کہ بہت سے لوگ آدمیوں میں سے ایسے تھے کہ وہ جنات میں سے بعثت لوگوں کی پناہ یا کرتے تھے، سو ان آدمیوں نے ان جنات کی بد دماثی اور بڑھادی (کہ وہ اس دم میں بنتا ہو گئے کہ ہم جنات کے سروار تو پہلے سے تھے اب آدمی بھی کہ ایسا بڑا سمجھتے ہیں بس اس سے بد دماثی بڑھی اور گرد گاہ پر اور زندگی کے میرے کے بیان میں مخصوص تسلیم توحید کے تھے) اور (آگے بعثت بھی قیامت کے متین ہے بخی ان جنات نے ہام بھی تذکرہ کیا کہ جیسا تم نے خیال کر رکھا تھا وہی ایسی آدمیوں نے بھی خیال کر رکھا تھا کہ اس طبقاً اسی کوود بارہ زندہ رکھے گا (مگر یہ ضمنوں کی غلط ثابت ہے اور بعثت کا حق ہونا معلوم ہے) اور (آگے رسالت کے متین خصوص ہے، یعنی ان جنات نے ہام بھی تذکرہ کیا کہ ہم نے انسان (کی خوبی) کی (برافتنی عادت مابلاکر) تلاشی یا چاہا سرم نے اس کو ساخت پہرہ (یعنی عاذ ظفر شوں) اور شلوں سے (کہنے کے ذریعہ سے جنات کی جائی ہے) بھرا ہوا یا ایسا (یعنی اب پہرہ پوری کر کری جن انسان بخوبی بجا نہ پائے اور جو جادے شہاب ثابت سے مارا جائے) اور (اس کے قبل) (یعنی اب پہرہ پوری کر کری جن انسان بخوبی بجا نہ پائے اور جو جادے شہاب ثابت سے مارا جائے) اور (اس کے بعد) خبری کا بندہ ہمیاں ملاریا خلار کے چھوپ جو کہ انسان کے قریب ہوں اور جنات اپنی رطابات اور عدم عمل کی وجہ سے اس پر مستقر ہو سکتے ہوں یعنی بعض پرندے جہاں میں چلے چلتے ٹھہر جاتے ہیں) سو جو کوئی اب سنتا چاہتا ہے تو اپنے لئے اپنکی تیار شدہ پاتا ہے (اور تحقیق بحث شہاب کی سرور بھر کے رکوں دم میں لگزدی ہے۔ یہ خصوص رسالت کے متین ہے۔ مطلب یہ کہ خصوصی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طبقاً نہ رسالت دی ہے اور درفع المیاں کے لئے باب کہا تھا مدد گدیا یا اور اس استحقاقی خبری کی پوری کا بندہ ہمیاں سب جنات کے سچے کامی کی خدمت میں، جیسا دا قدرت اول میں من کوئی ہے) اور (آگے مضاف مذکور کے متساوی ہیں کہ) ہم نہیں جانتے کہ (ان پر بدلہ خبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث فرمائے) زمین والوں کو کوئی تکلیف بہچانا مقصود ہے یا اُن کے رب نے اُن کو مہایت کرنے کا قصد فرمایا ہے (یعنی مقصود تکونی اسال رسول کا معلوم نہیں کیونکہ رسول کے اتباع سے دشمن ہمیت ہوئی ہے اور حالفت سے مفتر و عقوبہ اور اتباع اور حالفت آئندہ کا ہم کو علم نہیں اس لئے کہا کہ ان کو نہیں جانتے کہ ان کے بھجنے سے قوم کو سزا دینا مقصود ہے یا ہمایت دینا، شاید یہ اس لئے کہا کہ ان کو اپنی قوم کا انداز تھا کہ ایمان لانے والے کم ہوں گے اور وہ سزا کے سختی ہو جائیں گے وغیرہ فتنی ملک غیر سے تقویت ہے خصوصی توحید کی کو دیکھو بخش گے اور گل غیر کو جنات کی طرف نسبت کرتے ہیں مگر ان کو اتنی بھی خبر نہیں) اور ہم میں (پہلے سے بھی) بخشت نیک (ہوتے آئے) ہیں اور بخشت اور طرح کے (جو تھے

خلاصة تفسير

شانِ نزول تفسیر آیات سے پہلے چند واقعات جانتے کے قابل ہیں جن کی ضرورت تفسیر میں پیش آؤں گے۔ واقعہ اول، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے شیاطین آسمان تک ہیجخ کر فرشتوں کی بائیس سُنّتے تھے، آپ کی بعثت کے بعد ان کو شہاب ثاقب کے ذریعہ اس سُنّتے سے روک دیا گیا اور اسی حادثکی صحیحیت کے ضمن میں یہ جنات آپ تک پہنچ ھیسا کر سورہ احتقاف میں گذرا واقعہ دوم، زمانہ طلبیت میں عادت تھی کہ جب کسی جنگل یا وادی میں دو ماں سفر قیام کی تو بہت آئی تو اس اعتقاد سے کہ جنات کے سروار ہماری حفاظت کریں گے یہ الفاظ کہا کرتے تھے اعود بن عزیز ہذا الْوَادِي مِنْ شَرِّفَهَا وَقُومِهِ یعنی میں اس جنگل کے سروار کی پناہ لیتا ہوں اُس کی قوم کے بیوقوف شریرو گوں سے۔ واقعہ سوم، مکر مکرمہ میں آپ کی بد دعا سے غلط پڑا تھا اور کئی سال تک رہا۔ واقعہ پچھاں، جب آپ نے دعوتِ اسلام شروع کی تو کفار مخالفین کا آپ کے خلاف جووم اور ترقہ ہوا پہلے دو ولپتھ تفسیر درمنثور سے اور آخری دو تفسیر ابن کثیر سے لئے گئے ہیں۔

آپ (ان لوگوں سے) کہنے کر میرے پاس اس بات کی دلچسپی آئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سما پھر (اپنی قوم میں اپس چاک) انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن گستاخ ہے جو رواہ است بدلتا ہے سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے (قرآن ہونا تو اس کے مضمون سے معلوم ہوا اور عجیب ہونا اس سے کہ شاید کلام بشرک نہیں) اور ہم (اپ) اپنے رب کے شاخص کسی کو گزشتہ کر دینا چاہیے گے (یہ بیان ہے آئندگاہ کا) اور (انہوں نے ان مضمایں کا بھی باہم تبادلہ کر کیا جو ذیل میں آئے ہیں اور وہ مضمایں یہ ہیں کہ ہمارے پورے دنگار کی بڑی شان ہے اُس نے ذکر کی کو جیسی بیانیا اور نہ اولاد (کیونکہ ایسا ہوتا عقل مخالف ہے۔ یہ بیان ہے ان نظرک کا) اور ہم میں جو اعتمت ہوئے ہیں وہ اللہ کی شان میں حصے پر چھی ہوئی باشیں کہتے تھے (مداد اس سے کلمات شرک یہوی اور اولاد کا اثاثات و فہریں ایں) اور ہم بالا (پہلے) یہ خیال تھا کہ انسان اور جنات کبھی خدا کی شان میں بھروسہ ہات تو گھیں گے (کیونکہ بڑی ہے باکی کی

اے) بیں (غرض) تم مختلف طریقوں پر تھے (اسی طرح ان نبی کی خبر سن کر اب بھی تم میں دونوں طریقے کے لوگ موجود ہیں) اور (ہمارا طریقہ تو یہ ہے کہ، تم نے گھر لیا ہے کہ ہم زمین (کے کسی حصہ) میں (جاکر) اللہ تعالیٰ کو ہمراہ نہیں سکتے اور نہ (اور کہیں) بھاگ کر اس کو ہمراکے ہیں (بھائیتے سے مراد زمین کے علاوہ آسمان وغیرہ میں بھاگ جاتا ہے جو نی الارض کے مقابلے سے معلوم ہوتا ہے فہرست قبولی تعالیٰ مَا أَنْتَ هُنْ مُعْجِزُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاوَاتِ شاید اس سے بھی مقصود انداز ہو کہ اگر کفر کریں گے تو خدا تعالیٰ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے اور اپنے پہلے مختلف طریقوں کے بیان کرنے سے شاید یہ مقصود ہو کہ باوجود حق کے واضح ہو جانے کے بعث کا ایمان نہ لانا حق کے حق ہونے میں کوئی شے پیدا نہیں کر سکتا کیونکہ یہ تو ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے) اور تم نے جب ہدایت کی بات سن لی تو ہم نے تو اس کا بیکن کر لیا سو (ہماری طرح) بخش اپنے رب پر ایمان لے آؤے کا تو اس کو زیکری کی کا اندر ہمیشہ ہوگا اور نہ زیادتی کا (کی) یہ کہ اس کی کوئی میکی لکھنے سے رہ جائے اور زیادتی یہ کہ کوئی گناہ زیادہ کوہ لی جاوے شاید مقصود اس سے ترغیب ہو) اور تم میں بیٹھنے تو (یہی مضمون انداز و ترجیب کو سمجھ کر) مسلمان (جو گئے) ہیں اور بیٹھنے کم میں (درستور سابق) میں رہا ہیں سوجہ شخص مسلمان ہو گیا انہوں نے تو بھلانی کا راستہ دعویٰ نہ ہوا (جس پر ثواب مرتب ہوگا) اور جو بے رہ ہیں وہ دوزخ کے ایندھن ہیں (یہاں تک کلام چنات کا ختم ہو گیا جو معمول ہے قالو اکا) اور (آگے اُذنیٰ اتنی کے درسرے ممولات ہیں یعنی بھوکو ان مضمون کی بھی ذوقی ہے ایک یہ کہ) اگر یہ (ملکہ والی) لوگ (سیدت) رستے پر قام ہو جائے تو ان کو فراخست کے پانی سے سیراب کرتے تاکہ اس میں ان کا اتحاد کریں (کہ نعمت کا نثار دا کرتے ہیں یا ناشکری دنار فرمائی کرتے ہیں، مطلب یہ کہ اگر اہل مکہ شرک نہ کرتے جس کی منزت اور پیغمبیر کی احتجاجت آپکی ہے تو ان پر قحط سلطانہ ہوتا ہیسا و اقدار شاہ میں منذور ہے مگر انہوں نے بجائے ایمان کے اعراض کیا اس نے نہ مبتلا کے قحط ہوئے) اور (عقوبت کفر میں کچھ تخصیص اہل مکہ کی نہیں بلکہ) بخش اپنے پر درگھار کی یاد (یعنی ایمان و اطاعت) سے رُد گردانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سخت مذکوب میں دل کرے گا اور (ان وحی شدہ مضمون میں سے ایک یہ ہے کہ) بقیتے بھروسے ہیں وہ سب اللہ کا حق ہے (یعنی یہ جامن نہیں کہ کوئی سجدہ اللہ کو کیا جاوے اور کوئی سجدہ غیر اللہ کو جیسا مشکل کرنے تھے) سو اللہ کے ساقط کسی کی عبادت مت کرو (اس مضمون میں بھی توحید کی تقریر ہے جس کا اور ذکر تعالیٰ اور (ان دھی شدہ مضمون میں سے ایک یہ ہے کہ) جب خدا کا خاص بندہ (مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں) خدا کی عبادت کرنے کھڑا ہوتا ہے تو یہ (کافر) لوگ اس بندہ پر بھیز لگاتے کو ہو جاتے ہیں (یعنی تجبہ و عدالت سے برهنگی اس طرح دیکھتا ہے میسے اب حمل کرنے کے لئے بھیز لگاتا ہے بھی تجزیہ مضمون توحید کا کوئی نکل اس میں مذکوت ہے مشکل کی کہ توحید سے ان کو عدالت اور نظرت ہے آگے اس تعبیر

اور عدالت کے مستحق جواب دینے کے لئے آپ کو ارشاد ہے یعنی) آپ (ان سے) یہ کہہ دیجئے کہ نہیں تو صرف اپنے پر درگھار کی عبادت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ بھی کو شریک نہیں کرتا (سو یہ کوئی تعجب اور عدالت کی بات نہیں یہ سب مضمون متعلق توحید تھا آگے رسالت کے مختلف مضمون ہے کہ آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ نہیں تمہارے نہ کسی شرک کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بجلالی کا (یعنی تم جو ایسی فرمائشیں کرتے ہو کہ اگر آپ رسول ہیں تو تم پر عذاب نازل کر دیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ میرے اختیار میں نہیں اور اسی طرح جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک طرح ہم آپ کو رسول مان لیں کہ آپ مضمون توحید و قرآن میں پکھ تغیر و تبدل کر دیں تو اس کے جواب میں) آپ کہہ دیجئے کہ (اگر خدا خواستہ میں ایسا کروں تو) مجھ کو جدا کے غصب سے کوئی نہیں بچا سکتا اور نہیں اس کے بخواہی پناہ (کی جگہ) پاسکتا ہوں (مطلوب یہ کہ خود کوئی بیڑا پکانے والا ہو گا اور نہ میری تلاش سے میل سکے گا اور دکھار کے لئے احوال استعمال عذاب فی انتباہ استبدال قرآن و دین کے قرآن میں جا بجا منکور ہیں۔ اور اپر لا امیک لکھ پڑا اڑ لارشدًا میں فی انتباہ نفع و ضرر کی فرمائی آگے اشہات منصب رسالت کا فرماتے ہیں کہ ضرر و نفع کا مالک ہونا تو لا رز بتوت نہیں وہ تو منفی ہے) لیکن خدا کی طرف سے پہنچانا اور اس کے پہنچاؤں کا ادا کرنا یہ میری کام ہے اور (آگے توحید و رسانی دوں کے مختلف مضمون ہے کہ) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کا کہنا نہیں مانتے تو یقیناً ان لوگوں کے لئے آتشی دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ ہیں (مگر کفار اس وقت ان مضمون میں سے مبتلا نہیں ہوتے بلکہ اہل مسلمانوں کو دلیل و تحریر سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں آئی الفرقینْ تَبَرَّى اللَّهُ عَنِ الْمُشْكِنِ تَبَرَّى اللَّهُ عَنِ الْمُشْكِنِ) اسی جیسا احوال اس جگہ کو معلوم نہیں کہ جس چیز کا کام ہے وعدہ کیا جاتا ہے آیا وہ ذکر کرتے ہیں (آئے والی) ہے یا میرے پر درگھارے اس کے لئے کوئی مذکوت و راز مفتر کر کری ہے (لیکن ہر حال میں وہ آوے گی ضرور رہا علم میں سو وہ عرض غیب ہے اور) غیب کا جانے والا وہی ہے سو (جس غیب پر کسی کو مطلع کرنا مصلحت نہیں ہوتا) وہ اپنے (ایسے) غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا (اد علم تھیں قیامت ایسا ہی ہے کہ اس پر کسی کو مطلع کرنے میں کوئی مصلحت نہیں کیونکہ وہ علوم مختلفہ بالنتہ سے نہیں جنکے حصول کو قریب الہی میں دخل ہوتا ہے بیس ایسے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا) ہاں مگر اپنے کسی بڑی زندگی پیغام بر (اگر کسی ایسے علم پر مطلع کرنا چاہتا ہے جو کہ علم نبوت سے ہو خواہ مثبت نبوت ہو جیسے پیشمن گریباً خواہ فرمی نبوت سے ہو جیسے علم احکام) تو (اس طرح اطلاع و دیتا ہے کہ) اس پیغام بر کے آگے اس تعبیر

(یعنی چیز بہات میں وحی کے وقت) محافظ فرشتے پیش دیتا ہے (تاکہ وہاں شیاطین کا گذر نہ ہو جو کم وحی کو فرشتے سے گئی کروں۔ کسی سے جا کریں یا کسی و سوس وغیرہ کا القارہ رکھیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے پہرہ دار فرشتے چارستے کافی روح الماعن اور یہ انتظام اس لئے کیا جاتا ہے) تاکہ (ظاہری طور پر) اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جاوے کہ ان فرشتوں نے اپنے پردہ کارکے پینم (رسول تک بحقافت) پہنچا دیے (اور اس میں کسی کا دخل و تصرف نہیں ہوا اور پہنچانے والا تو صرف وحی کا فرشتے ہے لیکن میمت کی وجہ سے رصد یعنی محافظ فرشتوں کی طرف بھی انساد فعل کی کردی) اور اللہ تعالیٰ ان (پہرہ داروں) کے تمام احوال کا احاطہ کئے ہوئے ہے (اوس لئے پہرہ دار ایسے مقبرے کے لئے ہیں جو اس کام کے پورے پورے اہل ہیں) اور اس کو ہر چیز کی لگتی معلوم ہے (پس وحی کے سب اجزاء ایک ایک کر کے اُس کو معلوم ہیں۔ اور وہ سب کی پوری حقافت کرتا ہے، حاصل مقام یہ کہ قبیلین قیامت کا علم علوم بیوت سے نہیں اس لئے اس کا علم نہ ہونا بیوت کے منافی خمیں البتہ علوم بیوت عطا کئے جاتے ہیں اور ان میں احتمال خطماں نہیں ہوتا تو ایسے علوم سے تم مستقید ہو اور زندگی کی حقیقی چھوڑو)

## معارف و مسائل

**نَعْرِيقَةَ الْجِيَّةِ** لفاظ نظرتین سے دس تک عدد کے لئے بولا جاتا ہے۔ جن چنات کا یہاں ذکر ہے روایت یہ ہے کہ یہ حضرات تھے نصیبین کے رہنے والے۔

**جنْ مُخْرَقَاتِ الْهَيْرِ** میں ایک ایسی مخالق کا نام ہے جو ذی احسان بھی ہیں ذی روح بھی۔ چنات کی حقیقت اسی مخالق اور عقول و شور و لبے بھی مگر لوگوں کی نظرلوں سے غصی ہیں، وہی لئے ان کا نام جن رکھا گی اور انسان کی طرح عقل و شور و لبے بھی مگر لوگوں کی نظرلوں سے غصی ہیں، وہی لئے ان کا نام جن رکھا گی کہ جن کے لفظی ساخت غصی کے ہیں۔ ان کی حقیقت کا غالب ماہہ آگ ہے میںے انسان کی حقیقی کا فالیہ ماہہ حقی ہے۔ اس نوع میں بھی انسان کی طرح رُزِ مادہ یعنی مرد و عورت ہیں اور انسان ہی کی طرح ان میں چنات کا ساسلاں بھی ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ قرآن میں جن کو شیاطین کہا گیا ہے وہ بھی چنات، وہی میں سے شریروں لوگوں کا نام ہے۔ چنات اور فرشتوں کا وجود قرآن و سنت کی قطعی دلائل سے ثابت ہے جس کا انکار کفر ہے (تفسیر مظہر)

**فَلَمْ أُوْجِي إِلَيْيَّ** سے معلوم ہوا کہ چنات کے جن واقع کا یہاں ذکر ہے اُس میں آپ نے قرآن سنتے رائے چنات کو دیکھا نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو اطلاع دی۔

سردہ جن کے زندگے | صحیح بخاری، سلم اور ترمذی وغیرہ میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ (اس وقت کی تفصیل) واقع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چنات کو قرآن بالقصد سنبھالا ہی نہیں بلکہ آن کو دیکھا بھی نہیں۔ بلکہ واقعہ پہنچ آیا کہ آپ اپنے کچھ صاحبی کے ساتھ ہازار مکاظ کی طرف جا رہے تھے وہ دونوں بھائی آپ کو دیکھ رہے تھے اور یہ بھی دیکھا تھا کہ ان کی قوم کے بے وقوف کے ہاتھوں آپ کو

اور یہ واقعہ اُس وقت کا ہے جبکہ شیاطین کو آسمان کی خبری سننے سے شہاب ثاقب کے ذریعہ روک دیا گیا تھا۔ اور چنات نے باہم مشورہ کیا کہ یہ حادثہ ہم پر اُسمانی خبروں سے منوع ہو جائے کا پیش آیا ہے یہ کوئی اتفاقی بات معلوم نہیں ہوتی دنیا میں کوئی نبی پھر پیش آئی ہے جو اس کا سبب ہوئی اور یہ طے کیا کہ زمین کے مشرق و مغرب اور ہر طرف میں چنات کے فوجوں جانیں اور اس کی صحیح کر کے آؤں کی یہ نبی پھر پیش آئی ہے۔ ان کا جو دفتر تہامہ حجاز کی طرف بھیجا گیا تھا وہ مقام خملہ پر پہنچے تو آؤں کے پیش نبی پھر پیش آئی ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ میکی نماز جماعت سے ادا کر رہے تھے۔ وہاں رسول اللہ تعالیٰ کام کے پورے پورے اہل ہیں) اور اس کو ہر چیز کی لگتی معلوم ہے (پس وحی کے سب اجزاء ایک ایک کر کے اُس کو معلوم ہیں۔ اور وہ سب کی پوری حقافت کرتا ہے، حاصل مقام یہ کہ قبیلین قیامت کا علم علوم بیوت سے نہیں اس لئے اس کا علم نہ ہونا بیوت کے منافی خمیں البتہ علوم بیوت عطا کئے جاتے ہیں اور ان میں احتمال خطماں نہیں ہوتا تو ایسے علوم سے تم مستقید ہو اور زندگی کی حقیقی چھوڑو)

کیا تکلیف اور اذیت پیش آئی۔ اسی در میان وہ قریشی عورت بھی اخنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے والوں کے گھر میں تھی۔ آپ نے اس سے شکایت کی کہ حماری سرال کے لوگوں نے ہمارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔

جب اس باغ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ اطمینان حاصل ہوا تو آپ نے امشبل شاہ کی بانکاہ میں دعا مانگنی شروع کی، اس دعا کے الفاظ بھی عجیب و غریب ہیں، اور کسی موقع پر آپ نے ایسے الفاظ اور دعا منقول نہیں، وہ دعا یہ ہے:-

**اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْكُوُ إِلَيْكَ صُنْفَقَ قُوقَيْنَ  
وَقَلَّةَ حَيَّتِي وَهَوَانِي عَلَى النَّاسِ وَأَنْتَ أَحَمَّ  
الرَّاحِمِينَ وَأَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَعْفِفِينَ فَأَنْتَ  
رَبِّ الْأَعْدَادِ وَمَلِكُ الْمُكْثَتَةِ أَمْرِي إِنِّي  
تَكُونُ سَاجِدًا عَلَى قَلَّا أَبَلًا لَكَنْ  
عَلِيقَتِكَ هُوَ أَوْسَعُ لِيَ أَعُوذُ بِنُورِكَ  
وَجُهَّاكَ الَّذِي أَسْتَرْقَتَ لَهُ  
الظُّلُمَاتِ أَصْلَحْ عَلَيْهِ  
أَمْرَالَدُنْيَا وَالْغَيْرِ مِنْ  
أَنْ شُرُذَنَّ فِي غَفَقِكَ  
لَكَ الْعَنْتَنِي سَتَّةَ  
تَرْضِيَّةَ لَكَ حَوْلَ  
كَلْقُونَةَ  
الْأَيْكَ**

(خطبی باختصار)

جب ریسہ کے دنوں میتوں عتبہ اور شبیہ نے یہ حال دیکھا تو ان کے دل میں رحم آیا اور آپ نے ایک نصرانی غلام عدا نامی کو ملا کر کہا کہ انکو رکا ایک خوش و اور ایک ملٹی میں رکھ کر اس شخص کے پاس بیجاوے اور ان سے کہو یہ کہاں۔ عدا نے ایسا ہی کیا اس نے جا کر انکو کیا طبق آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے بسم اللہ پڑھ کر اس کی طرف با تقدیر بڑھایا۔ عدا نے دیکھ رہا تھا کہ لگا و اندر سے کلام یعنی بسم اللہ الرحمن الرحيم تو اس شہر کے لوگ نہیں بولتے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا

عدا ن تم کہاں کے رہنے والے ہو اور تمہارا کیا مذہب ہے۔ اس نے کہا میں نصرانی ہوں اور یعنیوں کا رہنے والا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا تو اللہ کے نیک بندے یوسف بن میتی علیہ السلام کی بستی کے رہنے والے ہو۔ اس نے کہا کہ آپ کو یوسف بن میتی کی کیا خبر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میرے بھائی ہیں کیونکہ وہ بھی اللہ کے نبی تھے میں بھی بھی ہوں۔

یہ گھن کر عدا اس آپ کے قدموں پر گرپا اور آپ کے سربراہ اور ہاتھوں پاؤں کو پورا دیا۔ عقبہ در شیبہ یہ ماجسرا دیکھ رہے تھے، ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس نے ہمارے غلام کو تو خراب کر دیا جب مدعا نوٹ کر آن کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ عدا صحیح ہے کیا ہو اک اس شخص کے با تقدیر باؤں کو پورا دینے لگا۔ اس نے کہا کہ میرے سروارو۔ اس وقت زمین پر اس سے بہتر کوئی آدمی نہیں۔ اس نے مجھے ایک ایسی بات بتلائی جو نبی کے سوائی نہیں بتلا سکتا۔ انہوں نے کہا بخوبت ایسا نہ ہو کہ یہ آدمی مجھے تیرے مذہب سے پھیر دے۔ کیونکہ تمہارے دین ہر جال آؤں کے دین سے بہتر ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے ملکہ مکرانی طرف کوٹ گئے جبکہ ثقیف کی برخیر سے مایوس ہو گئے۔ واپسی میں آپ نے مقام خلیل پر قیام فرمایا اور آخر شب میں نماز تجوہ پڑھنے لگے۔ تو ملکہ میں تسبیہ کے چنات کا یہ وفرمی دہان پہنچا ہوا تھا اس نے قرآن مٹا اور سن کر ایمان لے آئے اور اپنی قوم کی طرف واپس جا کر واقعہ بتلایا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے آیات مذکورہ میں نازل فرمایا۔ (خطبی)

ایک صحابی جن ابن جوزی نے کتاب الصفوہ میں اپنی ستر کے ساتھ حضرت سہل بن عبد اللہ سے نقل کیا کہ انہوں نے ایک مقام پر ایک بوڑھے جن کو دیکھا کہ میت اللہ کی طرف نماز پڑھ رہا ہے اور آون کا جتہ پہنچ ہوئے تھا جس پر بڑی رونق معلوم ہوتی تھی۔ قمازے فارغ ہونے کے بعد حضرت سہل کہتے ہیں کہ میں نے آن کو سلام کی اور انھوں نے سلام کا جواب دے کر بتلایا کہ تم اس جتہ کی رونق سے تعجب کر رہے ہو یہ جیسے سات سوال سے میرے بدن پر ہے اسی وجہ میں میں نے حضرت مسیح علیہ السلام سے ملاقات کی، پھر اسی جتہ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور میں آن جنات میں سے ہوں جن کے بارہ میں سورہ جن نازل ہوئی ہے (خطبی)

اور روایات حدیث میں جو لیلۃ الحجۃ کا واقعہ مذکور ہے جس میں حضرت عبد اللہ بن مسعود آپ کے ساتھ تھے اس میں آپ کا بالقصد پنچت کو تسلیخ و محوت کے لئے ملکہ مکران کے قریب جھلک میں جاتا اور قرآن مٹانا منقول ہے وہ بظاہر اس واقعہ کے بعد کا قصہ ہے جو کہ میت کو سرورہ جن میں آیا ہے۔ اور علامہ غفاریؒ نے فرمایا کہ احادیث متبرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جنات کے وفوہی کو کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چھٹ مرتب حاضر ہوئے ہیں اس نے ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں کہ مردہ جن

ولے واقعہ میں آپ کو چنات کے آئے اور قرآن گئے کی خبر بھی نہ تھی جب تک بذریعہ وحی آپ کو بتلایا گیا اور یہ کہ واقعہ مقام خالہ کا اور طائفت سے واپسی کے وقت کا ہے۔ اور دوسری روایات جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر ماک کے قریب ہی کے جھلک میں آپ بالقصد اسی کام کے لئے تشریف لے گئے کہ چنات کو دعوتِ اسلام دیں اور قرآن سنائیں یہ اس کے بعد پیش آیا مظہری

وَأَنَّ رَجُلًا يَقُولُ سَيِّدُهُنَا عَلَى الْأَرْضِ شَاهِنَّا لَمْ يَأْتِنَا أَنْ لَنْ تَقُولُ الْإِنْسَنُ وَالْجِنُ عَلَيْنَا  
كَيْنَانًا۔ لفظ شھنماٹ کے مئے قول بعد از عقل اور ظلم و جور کے آتے ہیں، مراد یہ ہے کہ ایمان لانے والے چنات نے اب تک شرک و کفر میں مبتلا رہنے کا غدر بریہ بیان کیا کہ ہماری قوم کے بے وقوف لوگ ائمہ تعالیٰ کی شان میں بے سرو پا باقیں کہا کرتے اور ہمیں یہ گمان نہ تھا کہ کوئی انسان یا جن اللہ کی طرف جھوٹی بات کی فہمت کرتا ہے اس لئے ان سے وقوف کی بات میں اگر آج تک بھم کفر و شرک میں مبتلا تھے اب قرآن سننا تو حقیقت تھی۔

وَأَنَّ رَجُلًا يَقُولُ سَيِّدُهُنَا عَلَى الْأَرْضِ شَاهِنَّا لَمْ يَأْتِنَا أَنْ لَنْ تَقُولُ الْإِنْسَنُ وَالْجِنُ عَلَيْنَا  
كَيْنَانًا۔ لفظ شھنماٹ کے مئے قول بعد از عقل اور ظلم و جور کے آتے ہیں، مراد یہ ہے کہ ایمان لانے والے چنات نے اب تک شرک و کفر میں مبتلا رہنے کا غدر بریہ بیان کیا کہ ہماری قوم کے بے وقوف لوگ ائمہ تعالیٰ کی شان میں بے سرو پا باقیں کہا کرتے اور ہمیں یہ گمان نہ تھا کہ کوئی انسان یا جن اللہ کی طرف جھوٹی بات کی فہمت کرتا ہے اس لئے ان سے وقوف کی بات میں اگر آج تک بھم کفر و شرک میں مبتلا تھے اب قرآن سننا تو حقیقت تھی۔

وَأَنَّ رَجُلًا يَقُولُ سَيِّدُهُنَا عَلَى الْأَرْضِ شَاهِنَّا لَمْ يَأْتِنَا أَنْ لَنْ تَقُولُ الْإِنْسَنُ وَالْجِنُ عَلَيْنَا  
كَيْنَانًا۔ لفظ شھنماٹ کے مئے قول بعد از عقل اور ظلم و جور کے آتے ہیں، مراد یہ ہے کہ ایمان لانے کی پیشہ چنات نے اب تک شرک و کفر میں مبتلا رہنے کا غدر بریہ بیان کیا کہ ہماری قوم کے چنات کی پیشہ چنات نے اس سے جنات یہ سمجھ میٹھ کہم تو انسان سے یہی افضل ہیں کہ انسان یعنی ہماری پیشہ چنات کی گراہی میں اور اضافہ کر دیا۔

فسیر سطہری میں ہے کہ ہو اتفاق ابھن میں سند کے ساتھ حضرت سید بن جہرے اس اہم بسبب چنات یہ نقل کیا ہے کہ رافع بن عمر صاحبی فی اپنے اسلام قبل کرنے کا ایک واقعہ بتلایا ہے کہ میں ایک بات ایک رکستان میں سفر کر رہا تھا۔ اپنے ایک مجور بینہ کا غیر ہوا میں اپنی اونٹنی سے اڑا اور سو گیا اور سونے سے پہنچ میں نے اپنی قوم کی عادت کے مطابق یہ الفاظ کہ لئے اتنی اعوشن بعدظیم ہذا الوداع من الجن یعنی میں پیشہ چنات کے سردار کی میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کے ہاتھ میں ایک آتشیار ہے اس کو وہ میری ناقہ کے سینہ پر رکھنا چاہتا ہے، میں گھبرا کر اٹھا اور دائیں بائیں دیکھا کہہ نہ پایا تو میں نے دل میں کہا کہ یہ شیطانی خیال ہے

خوابِ اصلی نہیں اور پھر سو گیا اور بالکل غافل ہو گیا۔ تو پھر وہی خواب دیکھا پھر میں اٹھا اور اپنی ناقہ کے چاروں طرف پھرا کہ نہ پایا مگر ناقہ کو دیکھا کہ وہ کامپ رہی ہے۔ میں پھر جا کپنی بھگ سو گیا تو پھر وہی خواب دیکھا، میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ میری ناقہ تڑپ رہی ہے اور پھر دیکھا ایک نوجوان ہے جس کے ہاتھ میں جڑبہ ہے یہ وہی شخص تمباں جس کو خواب میں ناقہ پر حملہ کرتے دیکھا تھا۔ اور ساتھ ہی یہ دیکھا کہ ایک بوڑھے آدمی نے اس کا ہاتھ پھر رکھا ہے جو ناقہ پر حملہ کرنے سے اُس کو روک رہا ہے۔ اسی عرصہ میں تین گور خرس سے آگئے تو بوڑھے اس نوجوان سے کہا ان یعنیوں میں سے جس کو تو پسند کرے وہ لے لے اور اس انسان کے ناقہ کو گھوڑے۔ وہ جو ان ایک گور خرس کے خست ہو گیا۔ پھر اس بوڑھے نے میری طرف دیکھ کر کہا کہ اسے بے وقوف جب تو کسی جھلک میں ظہرے اور وہاں کے چنات و شاپیں سے خلاہ ہو تو کوئی کہا کہ اعود باللہ رَبِّ الْمُحَمَّدِ مِنْ هُوَ هُنَّ الْوَادِی۔ یعنی میں پیشہ چنات ہو گیا۔

رسیتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگل کے خوف اور شرستے اور کسی جن سے پیشہ چنات کے کیوں نکر وہ زماں چلا کیا جس انسان جنوبی پیشہ چنات کا ہے اس سے پوچھا کہ وہ کون ہیں۔ اُس نے کہا کہ نہیں جو ہی چلا کیا جس انسان جنوبی پیشہ چنات کا ہے اس سے پوچھا کہ وہ کون ہیں۔ اُس نے اسے پیشہ چنات نے اب تک شرک و کفر میں مبتلا رہنے کا غدر بریہ بیان کیا کہ ہماری قوم کے بے وقوف لوگ ائمہ تعالیٰ کی شان میں بے سرو پا باقیں کہا کرتے اور ہمیں یہ گمان نہ تھا کہ کوئی انسان یا جن اللہ کی طرف جھوٹی بات کی فہمت کرتا ہے اس لئے ان سے وقوف کی بات میں اگر آج تک بھم کفر و شرک میں مبتلا تھے اب قرآن سننا تو حقیقت تھی۔

وَأَنَّ رَجُلًا يَقُولُ سَيِّدُهُنَا عَلَى الْأَرْضِ شَاهِنَّا لَمْ يَأْتِنَا أَنْ لَنْ تَقُولُ الْإِنْسَنُ وَالْجِنُ عَلَيْنَا  
كَيْنَانًا۔ لفظ شھنماٹ کے مئے قول بعد از عقل اور ظلم و جور کے آتے ہیں، مراد یہ ہے کہ ایمان لانے والے چنات نے اس سے جنات یہ سمجھ میٹھ کہم تو انسان سے یہی افضل ہیں کہ انسان یعنی ہماری پیشہ چنات کی گراہی میں اور اضافہ کر دیا۔

وَأَنَّ رَجُلًا يَقُولُ سَيِّدُهُنَا عَلَى الْأَرْضِ شَاهِنَّا لَمْ يَأْتِنَا أَنْ لَنْ تَقُولُ الْإِنْسَنُ وَالْجِنُ عَلَيْنَا  
كَيْنَانًا۔ لفظ شھنماٹ کے مئے قول بعد از عقل اور ظلم و جور کے آتے ہیں، مراد یہ ہے کہ ایمان لانے والے چنات نے اس سے جنات یہ سمجھ میٹھ کہم تو انسان سے یہی افضل ہیں کہ انسان یعنی ہماری پیشہ چنات کی گراہی میں اور اضافہ کر دیا۔

وَأَنَّ رَجُلًا يَقُولُ سَيِّدُهُنَا عَلَى الْأَرْضِ شَاهِنَّا لَمْ يَأْتِنَا أَنْ لَنْ تَقُولُ الْإِنْسَنُ وَالْجِنُ عَلَيْنَا  
كَيْنَانًا۔ لفظ شھنماٹ کے مئے قول بعد از عقل اور ظلم و جور کے آتے ہیں، مراد یہ ہے کہ ایمان لانے والے چنات نے اس سے جنات یہ سمجھ میٹھ کہم تو انسان سے یہی افضل ہیں کہ انسان یعنی ہماری پیشہ چنات کی گراہی میں اور اضافہ کر دیا۔

وَأَنَّ رَجُلًا يَقُولُ سَيِّدُهُنَا عَلَى الْأَرْضِ شَاهِنَّا لَمْ يَأْتِنَا أَنْ لَنْ تَقُولُ الْإِنْسَنُ وَالْجِنُ عَلَيْنَا  
كَيْنَانًا۔ لفظ شھنماٹ کے مئے قول بعد از عقل اور ظلم و جور کے آتے ہیں، مراد یہ ہے کہ ایمان لانے والے چنات نے اس سے جنات یہ سمجھ میٹھ کہم تو انسان سے یہی افضل ہیں کہ انسان یعنی ہماری پیشہ چنات کی گراہی میں اور اضافہ کر دیا۔

وَأَنَّ رَجُلًا يَقُولُ سَيِّدُهُنَا عَلَى الْأَرْضِ شَاهِنَّا لَمْ يَأْتِنَا أَنْ لَنْ تَقُولُ الْإِنْسَنُ وَالْجِنُ عَلَيْنَا  
كَيْنَانًا۔ لفظ شھنماٹ کے مئے قول بعد از عقل اور ظلم و جور کے آتے ہیں، مراد یہ ہے کہ ایمان لانے والے چنات نے اس سے جنات یہ سمجھ میٹھ کہم تو انسان سے یہی افضل ہیں کہ انسان یعنی ہماری پیشہ چنات کی گراہی میں اور اضافہ کر دیا۔

وَأَنَّ رَجُلًا يَقُولُ سَيِّدُهُنَا عَلَى الْأَرْضِ شَاهِنَّا لَمْ يَأْتِنَا أَنْ لَنْ تَقُولُ الْإِنْسَنُ وَالْجِنُ عَلَيْنَا  
كَيْنَانًا۔ لفظ شھنماٹ کے مئے قول بعد از عقل اور ظلم و جور کے آتے ہیں، مراد یہ ہے کہ ایمان لانے والے چنات نے اس سے جنات یہ سمجھ میٹھ کہم تو انسان سے یہی افضل ہیں کہ انسان یعنی ہماری پیشہ چنات کی گراہی میں اور اضافہ کر دیا۔

الْكُفَّارُ هُنَّ مِنْ أَقْرَبِ الْأَيْدِيْنِ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادُوْهُنَّ بِهِمْ رَسْلًا۔ يَعْنِي جَنَّاتٍ وَشَيَاطِينَ مِنْ عَذَابٍ اَنْفَسُهُمْ (ازظہری)

اُپنی طرف سے سوچوٹ ملکہ آن کو بتاتے ہیں اور اس میں میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے اور مسلم میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقع اصل انسانوں میں پیش آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی حکم انسان میں چاری فرماتے ہیں تو سب فرشتے بغرض اطاعت اپنے پیارے مارستے ہیں اور جب کلام ختم ہو جاتا ہے تو باہم تذکرہ کرتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا۔ اس تذکرہ کو انسانی خبریں پڑھنے والے شیاطین سُن لیتے ہیں اور کام ہنوں کے پاس اُس میں بہت سے جھوٹ شایبل کر کے پہچاتے ہیں۔

یہ مضمون حدیث مائشہؓ مذکورہ کے متنیٰ نہیں کیونکہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ شیاطین انسانوں میں جا کر خبریں پڑھلاتے ہیں بلکہ یہ ہوتا کہ پہلے یہ خبریں درجہ پر مدد انسانوں میں فرشتوں کے اندر پھیلتی ہوں، پھر فرشتے عنان ساری یعنی بادل تک آتے اور اس کا تذکرہ کرتے ہوں یہاں سے شیاطین خیروں کی چوری کرتے ہوں جیسا کہ حضرت صدیقہ عائشہؓ کی حدیث میں ہے (کذاق المظہری)

بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیشت سے پہلے شیاطین کا آسمانی خبریں سن کر کام ہنوں ملک پہنچانے کا سلسہ بیشیر کی رکاوٹ کے جاری تھا۔ شیاطین بادلوں یہاں پہنچنے کر فرشتوں سے سُن لیا کرتے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیشت کے وقت آپ کی آسمانی وی کی حفاظت کیلئے اس سلسہ کا اس طرح بند کر دیا گی کہ جب کوئی شیطان یہ خبری میختنے کے لئے اوپر آتا تو اُس کی طرف شہاب شاقب کا انگارہ چھینک کر اُس کو دفع کر دیا جاتا ہے۔ یہی وہ نیا حادثہ تھا جس کی شیاطین جنات کو فکر ہوئی اور ححقیق ممال کے لئے گوئیا کی مشرق و مغرب میں وغیرہ پیش کر ملکہ حکم میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک وغیرہ بیانت کا قرآن سُن کر ایمان لانا سُورہ جن میں ذکر فرمایا گیا۔

شہاب شاقب بیشت نبڑی سے پہلے بھی تھے مگر یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ شہاب شاقب جس کو عرف میں تارہ ان کے ذریعہ فتح طین کا کام آپ کے زمان سے ہوا ٹوٹنا یا عربی میں انقضاض الکوب کہتے ہیں۔ یہ تو نہیں میں قدم زمانہ سے ہوتا آیا ہے اور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبڑی کی تخصیص ہے۔ جواب یہ ہے کہ شہاب شاقب کا وجود تو پہلے سے تھا خواہ اس کی حقیقت وہ ہو جو فلاسفہ بیان کرتے ہیں کہ زمین سے پکھ آتشیں مادہ سے فضا میں پہنچتے ہیں وہ کسی وقت بھر مک اٹھتے ہیں۔ یا ہو کہ خود کسی ستارہ اور ستارہ سے یہ آتشیں مادہ نکلتا ہو۔ بہر حال اس کا وجود الگ ہے ابتداء عالم سے ہے مگر اس آتشیں مادہ سے شیاطین کو دفع کرنے کا کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیشت سے شروع ہوا۔ اور یہ بھی شروری نہیں کہ جتنے شہاب شاقب نظر آتے ہیں سب سے ہی یہ کام یا جاتا ہو۔ اس کی پوری تفصیل مددہ محترم کی فصیر میں گذر جکی ہے۔

آتَى الْأَنْتَلِ يُنْتِي آتَشَرُّ أَرْيَادِيْمَنْ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ يُهُمْرَ بِهِمْ رَسْلًا۔ یعنی جنات و شیاطین کو آسمانی خبریں گئنے سے روک دیا بطور سزا کے بھی ہو سکتا ہے کہ زمین والوں کو آسمان کی خبریں نہ ملا کریں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے یہ ہدایت کا سامان کیا ہو کر چلتا وشاپین وحی آسمانی میں کوئی خلل نہ دال سکیں۔

قُنْقُنْ قُونْ بُرْتَہ فَلَلِيَخَافَ بِخَسَاؤ لَرَهَفَ۔ بَحْسُ بَفْحُ الْبَارِ وَسَكُونُ الْخَارِ کے مُنْتَهِيَّ حَتَّیَ سے کم دینے اور کرنے کے ہیں اور رہن کے مُنْتَهِيَّ ذَلَّت وَرْسَوَالِ طَارِی ہونا۔ مراد ہے کہ جو اللہ بر ایمان لاتا ہے زاگس کی جزو امیں کوئی کسی پرستی ہے اور نہ آخرت میں اُس کو کوئی ذلت وَرْسَوَالِ پیش اسکتی ہے۔

ذَلَّتُ الْمَسْجِدَ يَلْتَهُ فَلَلِتَهُ خَلْوَةُمُ الْمُنْهَوْهُ اَحَدًا۔ سَاجِدُ بَحْسُ شَجَدَ ہے، یہاں اس کے معروف مشہور مُنْتَهِی ہی لئے جا سکتے ہیں یعنی وہ عبارت گھاٹیں ہونماز کے لئے و قعْد کی جاتی ہیں اور کسی کھلانی میں اس صورت میں مُنْتَهِی آیت کے یہ ہوں گے کہ جب سب مساجد صرف اللہ کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہیں تو تم مسجدوں میں جا کر اللہ کے سوا کسی اور کو مدد کے لئے ز پکارو جس طریقہ ہر دو نصاری اپنی ہمایا کھا ہوں میں اس شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔ حاصل اس کا مساجد کو مقامِ فاسدہ اور اعمالی باطلہ سے پاک رکھتا ہے۔

ادری یعنی ہو سکتا ہے کہ ساجد شجذب فتح ایکم کی جمع ہو جو مصدر متعین بمعنی سجدہ آتا ہے تو معنی آیت کے یہ ہوں گے کہ سب سجدے صرف اللہ کے لئے مخصوص ہیں، اور جو شخص غیر اللہ کو اعانت کیلئے پکارتا ہے گویا وہ اُس کو سجدہ کرتا ہے۔ غیر اللہ کے سجدہ سے اجتناب کرو۔

مُسْلِمٌ بِإِيمَانٍ أَتَتْ غَيْرُ إِلَهٍ كَوَافِرَ لَهُ زَدِ يَكْفُرُهُ۔

قُلْ إِنْ أَذْرَقَ أَقْرِبُتْ مَا تُؤْمِنُ عَدُونَ أَهْرَقَ يَعْلَمُ لَهُ تِلْيَةً اَمْدًا۔ غَلَمُ الْغَيْبِ، اُنْ آتَوْنَ میں کے پہلی آیت میں تراۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم فرمایا کہ آپ ان میکریں سے جو آپ کو قیامت کا معین و قوت بتاتے پر مجبور کرتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں یہ فرمادیکے کہ قیامت کا آتا اور دن بہار و سزا ہونا تو تینی ہے لیکن اُس کے دائق ہونے کی وجہ تاریخ اور وقت کو اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتایا اس لئے میں نہیں جانتا کہ وہ روز قیامت قریب آچتا ہے یا یہ راب اُس کے لئے کوئی دور کی مدت مقرر کر دیگا۔ دوسری آیت میں اس کی دلیل ارشاد فرمائی۔ غَلَمُ الْغَيْبِ قَلَّا ظَهِيرُهُ عَلَيْهِنَّ أَحَدًا۔ یعنی قیامت کے وقت معین سے میری ہے خبری اُس لئے ہے کہ میں عالم الغیب نہیں، بلکہ مالِ الغیب ہونا صرف اللہ رب العالمین کی خصوصی صفت ہے۔ اس لئے وہ اپنے غیب پر کسی کوئی غایب دقاوِر نہیں بناتا۔ یہاں عالم الغیب میں النیب کا الف لام استغراق جنس کیلئے ہے زکاں ازد من الرفع یعنی عالم ہر فرد غیب اور پہنچ غیب کا۔ اور خلقِ غیب میں غیب کی اضافت اللہ کی طرف کرنے سے

سورة الحجج : ٢٨

845

معارف القرآن جلد ستم

غیریں کی جیزروں کا بذریعہ دھی بتلادینا اُن کو عالم الغیب نہیں بنادیتا خوب سمجھ لیا جائے۔  
جاہل عوام جو ان دونوں باتوں میں فرق نہیں کرتے جب اُن کے سامنے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں وہ اس کا یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ آپ کو معاذ اللہ کیی غیب کی جیزروں  
خبر نہیں جس کا دنیا میں کوئی قابل نہیں اور نہ ہو سکتا ہے ایکو نکل ایسا ہونے سے تو خود بہوت ورسالت  
کا نفع ہو جاتی ہے جس کا کبھی مومن سے اسکان نہیں۔

آخر سورت میں فرمایا ہے اخپنی تھی عنیٰ عدداً۔ یعنی اشد تعالیٰ ہی کی ذات خاص ہے جس کے علم میں ہر چیز کے اعداد و شمار ہیں۔ اُس کو پہاڑوں کے اندر بھیتے ذریعے ہیں اُن کا بھی عد و معلوم ہے، ساری دنیا کے دریاؤں میں جتنے قطرے ہیں ان کا شمار اُس کے علم میں ہے۔ ہر بارش کے قطروں اور تمام دنیا کے درختوں کے پتوں کے اعداد و شمار کا اُسی کو علم ہے۔ اس میں پھر علم غیب الٰہی کا ذاتِ حق سمجھا ہوا تھا کہ ساتھ مخصوص ہونا واضح کردیا کہ کسی کو منزد کرہے استثنار سے غلط فہمی نہ رہ جائے۔ مسئلہ علم غیب کے مبنی اور اُس کے احکام سورہ نحل کی آیت قل لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ کے تحت میں پوری تحقیق و تفصیل کے ساتھ گذر جیکے ہے وہاں دیکھ لیا جائے واللہ سمعانہ و تعالیٰ اعلم۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لِيَكُتُبَ الْجَمِيعُونَ  
أَرْسَلْجَبْ طَ٦٩١

۱۹۱۷ء

بھی اسی استغراق اور جامعیت کا انہلار مقصود ہے، اینی ہر ہر فرد و جنس غیب کا علم جو اللہ رب العالمین کا مخصوص و صفت ہے اُس پر وہ کسی کو قادر و غالب نہیں کرتا کہ کوئی جنس غیب کو چاہئے علم کر سکے۔ مقصود اس کلام سے علم غیب اپنی کا جس سے جہان کا کوئی ذرہ غمی نہ ہو اُس کی فیراٹ سے نفی اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اثبات ہے۔ لیکن کسی بھے دوقت کو اس سے یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی غیب کی چیز کی خبر نہیں تو پھر وہ رسول کیا ہوئے، کیونکہ رسول کے پاس تو اللہ تعالیٰ ہزاروں غیب کی خبری بذریعہ وحی پہنچتے ہیں۔ اور جس کے پاس اللہ کی وحی نہ آئے وہ نبی و رسول نہیں کہلا سکتا۔ اس لئے آگے آیت میں ایک استثناء کا ذکر فرمایا۔

علم غیب اور غیبی را اگر قطبی ہے تو قطبی کا عکس نہیں کہ وہ غیر قطبی ہے۔ حاصل نہیں فرق استشنا کا اُس سفید ہزار شہر کا یہ جواب ہے کہ علم غیب اُنی کی نفس سے رہ غیر غیب کی نفس مطلقاً مادہ نہیں، بلکہ منصب رسالت کے لئے جس قدر علم غیب کی تجویز کی چیزوں کا علم کسی رسول کو دینا ضروری ہے وہ آن کو منحنا ب الشد بذریعہ ہی دیجایا جائے اور وہ ایسے محفوظ طریقے سے دیا جانا ہے کہ جب ان پر اشکی طرف سے کوئی وہی نازل ہوتی ہے تو اُس کے ہر طرف فرشتوں کا پہرہ ہوتا ہے تاکہ شیاطین اُس میں کوئی مداخلت نہ کر سکیں۔ اس میں اوقل تو غلط رسول سے اُس غیب کی نویسیت تھیں کہ عکسی جس کا علم رسول و نبی کو دیا جاتا ہے اور وہ ظاہر ہے علم شرائی و احکام بتمامہ اور غیب کی خبری بقدر ضرورت وقت۔ اس کے بعد جو علم غیب رسول و نبی کو دیا جاتا ہے اُس کی نویسیت اُنکے تمثیل سے یہوں کوئی متعین کر دیو کہ وہ پذیر یہ فرشتوں کے سمجھا جاتا ہے اور وہی لانے والے فرشتے کے کگروں سے فرشتوں کا پہرہ ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اس استشنا سے جس علم غیب کا نبی و رسول کے لئے اثبات ہے وہ بعض اور مخصوص علم غیب ہے جس کی ضرورت منصب رسالت کے لئے درپیش ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ اشتہار اصطلاحی لفظوں میں اشتہار منقطع ہے، یعنی جس علم غیر بحکمی کی اصل کلام میں غیر ارشد سے لنفی کی عکسی مستثنی میں اُس کا اثبات نہیں بلکہ مخصوص علم غیرینہ کا اثبات ہے جس کو قرآن کریم میں جابجا آنے والے لغتیں کے الفاظ سے تعمیر کیا ہے تلک من آنے والے الغیر نوچھیما ایالنف۔

بعض ناواقت غیب اور انبار القیب میں فرق نہیں بھجتے اس لئے وہ انبار اور حصو ساتھ اتم الائیا  
صلی اللہ علیہ وسلم کے نئے علم غیر مغلی ثابت کرتے ہیں اور آپ کو بالکل اللہ تعالیٰ کی طرح عالم القیب ہر  
ہر ذرۃ کائنات کا علم رکھنے والا ہے لگتے ہیں جو کچلا ہوا شرک اور رسول کو خداونی کا درجہ دینا ہے،  
نہ تو باشد من۔ اگر کوئی شخص اپنا خفیہ واز کسی اپنے دوست کو بتا دے جو اور کسی کے علم میں نہ ہو تو اس  
سے دنیا میں کوئی بھی اس دوست کو عالم القیب نہیں کر سکتا۔ اسی طرح انبار علیہم السلام کو ہزاروں